لیفٹ پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کی ملاقات

پروگرام کے مطابق ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ لیفٹ پارٹی کے پارلیمانی لیڈر Dr. Gysi حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور انور نے فرمایا مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔ اس پر موصوف نے بھی خوشی کے جذبات کا اظہار کیا۔

بعد ازاں Dr. Gysi نے عرض کیا کہ اس وقت جو موجودہ حالات ہیں ان کی وجہ سے مجھے کافی پریشانی ہے۔ لیکن میں مایوس انسان نہیں ہوں۔ جب Cold War ختم ہوئی تھی تو اس وقت کوئی World Order تھا۔ لیکن اب کوئی ورلڈ آرڈر نہیں ہے۔ ہر طرف افراتفری ہے۔ مسلمان ممالک اور ویسٹ ممالک کے مابین کلچر کا ایک ٹکراؤ شروع ہوگیا ہے جو کہ خطرناک ہے۔ مڈل ایسٹ میں طاقت اور سلطنت کی جنگ جاری ہے۔ جرمنی میں بھی مسلمانوں کے خلاف ایک خوف سا پایا جاتا ہے۔ برلن میں جب جماعت کی مسجد تعمیر ہوئی تھی تو ایک جرمن طبقہ کی طرف سے شور مچا تھا اور مخالفت ہوئی تھی۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ وہاں کا میئر ہماری پارٹی کا تھا جو اس مخالفت کے باوجود اپنی بات پر قائم رہا اور اب وہاں مسجد موجود ہے۔ ہر چیز نارمل ہے اور ماحول پُرسکون ہے اور اب لوگوں کو سمجھ آرہی ہے کہ جو خوف تھا وہ بلاوجہ تھا۔

موصوف نے عرض کیا کہ جرمنی میں ایک بات یہ بھی نظر آرہی ہے کہ جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ جن علاقوں میں مسلمان بڑی تعداد میں آباد ہیں وہاں پر دائیں طرف کی پارٹیوں کو ووٹ نہیں دیا جاتا اور جن علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد کم ہے وہاں دائیں طرف کی پارٹیوں کو بڑی تعداد میں ووٹ حاصل ہوتے ہیں۔ یہ جو ایک خوف سامنے آرہا ہے یہ بھی بڑا خطرناک ہے اور پھر میڈیا بھی اس صورتحال میں اپنا حصہ ڈال رہا ہے۔

مڈل ایسٹ کے مختلف ممالک، لبنان، سیریا، عراق، لیبیا وغیرہ میں گیا ہوں۔ مجھے بہت اچھا لگا تھا۔ ان کے اچھے حالات تھے۔

موصوف نے عرض کیا کہ مجھے اس بات سے خوشی ہوگی کہ اگر میں جان سکوں کہ حضور کا دنیا کی اس موجودہ صورتحال کے بارہ میں کیا خیال ہے۔ موصوف نے عرض کیا کہ میں ایک خاص قسم کا انسان ہوں، میں کسی مذہب سے وابستہ نہیں ہوں۔

موصوف کی اس بات پر حضور انور نے فرمایا ایک انسان انسانیت پر یقین رکھے تو بندوں کے حقوق ادا کرسکتا ہے۔ جہاں تک اس وقت دنیا کی صورتحال ہے تو Coldwar ختم ہونے کے بعد کافی عرصہ تک دنیا میں امن وسکون تھا۔ پھر 1991ء میں عراق کی جنگ شروع ہوئی۔ کویت پر حملہ کروایا گیا اور پھر اس کے نتیجہ میں عراق پر امریکہ نے حملہ کروایا اور امریکہ کا اس جنگ میں ایک بڑا رول تھا۔ پھر دنیا کے امن کو جس طرح نقصان پہنچا سب کے سامنے ہے۔

یورپ اور جرمنی میں ایک زمانے تک سب ٹھیک رہا۔ یہاں چھوٹی چھوٹی تحریکیں مسلمانوں کے خلاف اٹھتی رہی ہیں لیکن ان کا کوئی بڑا رول نہ تھا۔ پھر 2008ء کا اکنامک کرائسز آیا اور حالات بالکل بگڑ گئے۔ اس اکنامک کرائسز نے ہر ایک کا رخ اس طرف پھیر دیا کہ ہمیں کس طرح دوسرے کی اقتصادیات پر قبضہ کرنا ہے۔ پھر اسی کرائسز کے دوران یورپین اور غیر یورپین کے سوال بھی اٹھے۔ جو حالات خراب ہوئے ہیں اس میں میڈیا کا بھی بڑا رول ہے۔ میڈیا نے اس اکنامک کرائسز کو اتنا زیادہ اچھالا ہے کہ جو خوف کی فضا پیدا ہونی شروع ہوئی تھی اس کو مزید اہمیت مل گئی۔

حضور انور نے فرمایا یورپ کی سستی لیبر ایشیا سے یا افریقہ سے مل رہی ہے۔ یورپ کی حکومتیں جتنی بھی انصاف پسند ہوں امیگرنٹس سے کام لے کر ان کو کم معاوضہ پر رکھا جاتا ہے اور یہ سب کچھ صاف ظاہر ہو رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اور پھر جب یہ کرائسز آیا تو یورپ، امریکہ، کینیڈا اور ہر جگہ اس کی وجہ مسلمانوں کو قرار دیا جانے لگا، ہر جگہ مسلمانوں کو زیادہ الزام دینے لگ گئے تو اس کے جواب میں مسلمانوں نے بھی دوسروں کو الزام دینا شروع کر دیا اور پھر اس صورتحال نے حالات کو مزید خراب کیا اور پھر گزشتہ چار سالوں سے جو عرب سپرنگ کا معاملہ اٹھا ہے۔ اب عقلمند طبقہ اس بات کا الزام دینے لگ گیا ہے کہ اس کو کرنے میں بڑی طاقتوں کا ہاتھ ہے۔ یہ غلط ہے یا صحیح، یہ ایک علیحدہ معاملہ ہے۔ لیکن رفٹ (Rift) بڑھنی شروع ہوئی ہے۔

پہلے انہوں نے عراق کو توڑا اور الزام لگایا کہ اس کے پاس کیمیکل ہتھیار ہیں۔ اب انہی لوگوں کے پالیٹیشن، امریکن لوگوں کے پالیٹیشن اس قسم کے بیان دے رہے ہیں کہ عراق پر غلط الزام لگایا گیا تھا۔ اس کے پاس کوئی کیمیکل ہتھیار نہ تھے۔

پھر مصر کے خلاف انہوں نے کارروائی کی۔ حضور انور نے فرمایا امریکہ میں ایک اخباری نمائندہ کو مصر کے حوالہ سے ایک سوال پر میں نے کہا تھا کہ جس حکومت کو اب یہ لوگ لے کر آئے ہیں یہ تو سال، ڈیڑھ سال میں ختم ہوجائے گی اور پھر ایسا ہی ہوا اور وہی نام نہاد اسلامی حکومت جس کو یہ لوگ اوپر لے کر آئے تھے اس نے جب ان کو آنکھیں دکھائیں تو پھر اسی کو آرمی کے ذریعہ الٹا دیا۔ اب دیکھیں کہ جس حکومت کو جمہوریت قائم کرنے کے لئے لایا گیا تھا اس کے خلاف آرمی کو سپورٹ کیا اور آرمی کی مدد سے اسے ختم کروایا۔

پھر لیبیا کے ساتھ جو حشر ہوا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ لیبیا میں قذافی کی حکومت ختم کر کے جمہوریت قائم کرنے کا ارادہ تھا لیکن اب جمہوریت کہاں ہے۔ ہر قبیلہ نے اپنی اپنی حکومت بنالی ہے۔ پہلے جو امن تھا وہ بھی برباد ہوا اور پھر جمہوریت بھی قائم نہ ہوسکی۔

اسی قسم کے حالات دوسرے عرب ممالک کے ہیں۔ اب یورپ کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کو عرب ممالک کے بگڑے ہوئے حالات اور وہاں کی انتہاء پسند تنظیموں کی طرف سے خوف آنے لگا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اب مجھے علم نہیں کہ جرمنی کی کیا صورتحال ہے لیکن یوکے کے حالات کو میں جانتا ہوں۔ وہاں سے جو لوگ Radicalize ہوکر ISIS کے نام پر ان عرب ممالک میں جارہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ملازمتیں نہ ملنے، کام نہ ملنے کی وجہ سے Frustrat ہیں۔ برطانیہ میں کہا جارہا ہے کہ ملک کی اکانومی بہتر ہے اور Unemployment کم ہو رہا ہے۔ جبکہ صورتحال یہ ہے کہ نوجوان کو کم ملازمت مل رہی ہے اور بڑی عمر کے لوگوں کو زیادہ فائدہ مل رہا ہے۔ نوجوانوں اور لوکل لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہے کہ حکومت امیگرنٹس اور بڑی عمر کے لوگوں کو زیادہ بینیفٹس دیتی ہے اور ہم کو کم دیتی ہے۔ اب یوکے میں صرف ایشین امیگرنٹس نہیں ہیں بلکہ ایسٹ یورپین ممالک کے امیگرنٹس کا بھی سوال پیدا ہوگیا ہے۔ یہ بھی بڑی تعداد میں آرہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا میں تو یورپ والوں کو پہلے سے کہہ رہا ہوں کہ امیگرنٹس کو سنبھالنے کے لئے ان کو کوئی رول ادا کرنا چاہئے۔ جو لوگ ISIS کی طرف جارہے ہیں وہ Frustration کی وجہ سے ہے۔ پھر جب یہ مغربی ممالک دیکھتے ہیں کہ ہمارے ممالک کے نوجوان وہاں جا کر لڑ رہے ہیں تو انہیں یہ خوف محسوس ہوتا ہے کہ اب یہ لوگ ہمارے ملک میں بھی فساد پیدا کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا پھر یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ جرمنی میں جس علاقہ میں مسلمان زیادہ ہیں وہاں جو نیشنلسٹ پارٹیاں ہیں ان کو ووٹ نہیں ملتا۔ اس پالیسی سے نقصان ہوگا اور لوگوں کا ردّعمل ایشین امیگرنٹس کے خلاف ہوجائے گا۔

حضور انور نے فرمایا اب ان حالات میں یہی دعا ہے کہ لیفٹسٹ (Leftist) ہیں یہ اوپر آجائیں اور حالات کو بہتر کریں۔ اس پر موصوف Dr. Gysi نے عرض کیا کہ میں امید کرتا ہوں کہ حضور کی دعا قبول ہوگی اور ہم اوپر آئیں گے۔

مہمان موصوف نے عرض کیا کہ امریکہ بہت سے معاملات میں غلط پالیسی اپنائے ہوئے ہے۔ یہ بعض گروپس اور تنظیموں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنے مشترکہ دشمن کے خلاف کارروائی کرتا ہے اور بغیر یہ دیکھے کہ جن گروپس کو اپنے ساتھ ملایا ہے اور ان کی مدد کی ہے وہی کل اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا امریکہ نے رشیا کے خلاف القاعدہ کی مدد کی تھی اب وہی القاعدہ امریکہ کے خلاف ہوگئی ہے۔

مہمان موصوف نے عرض کیا کہ اب تو ہر جگہ حالات مزید بگڑ رہے ہیں۔ لیبیا، صومالیہ، عراق، شام، یمن، یوکرین ہر جگہ فساد ہے اور امن نہیں رہا۔ ہر جگہ تباہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم کس طرح اس صورتحال سے باہر نکلیں اور کس طرح ان ممالک میں امن قائم کیا جاسکتا ہے اور فلسطینی ریاست کو کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے۔ میرے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں!

اس پر حضور انور نے فرمایا آپ کے پاس اس کا جواب ہے۔ میں نے گزشتہ سال بھی کہا تھا اور اس سال بھی اپنے ایڈریسز اور پروگراموں میں کہا ہے کہ ISIS کی سپلائی لائن بند کرو، ان کی سپلائی لائن کاٹو، ان کا سارا اسلحہ اور ہتھیار کہاں سے جارہے ہیں۔ ان کا تیل دوسرے ملکوں میں کہاں سے جارہا ہے۔ ان کو بڑی بڑی رقوم کہاں سے حاصل ہو رہی ہیں؟

سیکیورٹی کونسل نے ایک ریزولیوشن بھی پاس کیا تھا کہ ان کی سپلائی لائن کاٹی جائے لیکن اس پر عمل نہ ہوا۔

ایران پر پابندیاں لگ سکتی ہیں تو ان پر کیوں نہیں لگ سکتیں۔ اس پر مہمان موصوف نے عرض کیا کہ بالکل درست ہے۔ روس پر پابندیاں لگتی ہیں لیکن ان تنظیموں پر نہیں لگتیں۔

فلسطین کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا اس کی باؤنڈری لائن متعین کر دی گئی تھی اور یہ معاہدہ ہوا تھا کہ اسرائیل مزید Encroachment نہیں کرے گا۔ لیکن اس معاہدہ کے خلاف انکروچمنٹ ہوتی چلی گئی۔ مصر نے اسرائیل سے لڑائی کی تو اس کا خمیازہ آج تک فلسطین بھگت رہا ہے۔ پھر حزب اللہ لبنان میں زیادہ ہیں۔ ان کی طرف

سے اسرائیل کے خلاف کوئی کارروائی ہوتی ہے تو اس کا خمیازہ بھی فلسطین کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کو تسلیم کریں۔ سویڈن نے اس کو تسلیم کیا تو شور مچ گیا تھا۔ اب دوسرا Step سپین نے اٹھایا ہے اس مسئلہ کا حل یہی ہے کہ فلسطین کو ایک آزاد State بنالیں اور ایک ملک کے طور پر اس کا حق قائم ہو۔

حضور انور نے فرمایا لیکن کوئی بیٹھ کر اس کا حل نکالنا نہیں چاہتا اور ہماری آواز جتنی پہنچ سکتی ہے ہم پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ہمارا پیغام، ہماری آواز تو ہر جگہ پہنچ رہی ہے اور یہ احساس ہر جگہ ہو رہا ہے کہ مل کر بیٹھنا چاہئے اور امن قائم ہونا چاہئے۔

موصوف نے سوال کیا کہ کیا ہم تیسری جنگ عظیم سے بچ سکیں گے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جب انسان، انسان پر ظلم کر رہا ہو اور دوسرے کے حقوق غصب کئے جا رہے ہوں تو پھر خدا کی قدرت اپنا ہاتھ دکھاتی ہے۔ جب خدا کا قانون کام کرتا ہے تو پھر انسان تباہ ہوتا ہے۔ نیچر تباہ نہیں ہوتا۔

مہمان موصوف نے عرض کیا کہ سالانہ کئی ملین لوگ بھوک سے مرتے ہیں جبکہ ہمارے پاس اتنی خوراک موجود ہے کہ ہم سال میں دو دفعہ ان بھوک میں مبتلا لوگوں کو خوراک مہیا کر سکتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا لاکھوں لوگوں کی بھوک مٹانے کی بجائے اگر خوراک کو سمندر میں ڈالیں گے تو پھر یہی حال ہوگا۔ سیاستدانوں کو اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ اگر بھوک، غربت کو نہ مٹایا گیا تو پھر یہی لوگ ان کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے۔

مہمان موصوف نے عرض کیا کہ ہمارے جرمنی میں یہ صورتحال ہے کہ جو غریب طبقہ ہے وہ سب سے کم تعداد میں ووٹ ڈالنے جاتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا سال 2007ء تک یہاں خودکشی کا ریٹ کم تھا۔ اس کے بعد بڑھنا شروع ہوگیا ہے۔ یہ Frustration اور لوگوں کی بےچینیاں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ایک برائی کو روکتے ہیں تو دوسری برائی آجاتی ہے۔ UNO کو برائیاں روکنے کے لئے بنایا گیا تھا مگر اس نے برائیاں پیدا کر دیں۔

حضور انور نے فرمایا **میری بات لکھ لیں کوئی امن نہیں ہونا۔ تباہی آنی ہی آنی ہے۔ UNO کو ختم کریں اور کوئی نئی آرگنائزیشن بنالیں۔**

دیگر مختلف امور پر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گفتگو فرمائی۔

Dr. Gysi کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات ساڑھے پانچ بجے تک جاری رہی۔ آخر پر موصوف نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی نے حضور انور کے ساتھ دفتری ملاقات کی۔ حضور انور نے بعض امور میں ہدایات دیں۔